66202 - كيا فجر كى اذان سنتے ہى فورا كھانا پينا بند كر دينا چاہيے ؟

سوال

فجر كى اذان كے دوران كھانے كا حكم كيا ہے ؟

رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" جب نماز كھڑى ہو جائے اور تمہارے ہاتھ ميں برتن ہو تو وہ اپنى ضرورت پورى كر كے ركھے " ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

سائل نے جو حديث ذكر كى ہے وہ ان الفاظ كے ساتھ مروى نہيں، بلكہ اس كے الفاظ يہ ہيں:

ابو ہريرہ رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" تم ميں سے جب كوئى اذان سنے اور اس كے ہاتھ ميں برتن ہو تو وہ اسے اپنى حاجت پورى كرے بغير نہ ركھے "

مسند احمد حديث نمبر (10251) سنن ابو داود حديث نمبر (2350) علامہ البانى رحمہ اللہ تعالى نے صحيح ابو داود ميں اسے صحيح قرار ديا ہے، علماء كرام كے ہاں اس حديث كا معنى كيا ہے اسے آگے بيان كيا جائے گا.

دوم:

روزے دار كو طلوع فجر سے ليكر غروب آفتاب تك روزہ ختم كر دينے والى اشياء سے اجتناب كرنا لازم ہے، لہذا معتبر تو طلوع فجر ہے نہ كہ اذان.

اللہ سبحانہ وتعالى كا فرمان ہے:

اور تم كھاتے پيتے رہو حتى كہ صبح كا سفيد دھاگہ رات كے سياہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے، پھر رات تك روزہ پورا كرو البقرۃ (187).

لہذا جسے فجر صادق طلوع ہونے کا یقین ہو چکا ہو اس کے لیے کھانا پینا بند کرنا لازم ہے، اور اگر اس کے منہ میں کچھ ہو تو اسے بھی باہر نکال پھینکے، اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اس کا روزہ فاسد ہے.

لیکن جسے فجر صادق کے طلوع ہونے کا یقین نہیں ہوا تو وہ یقین ہونے تك کھا پی سکتا ہے، اور اسی طرح اگر اسے علم ہو جائے کہ مؤذن وقت سے قبل اذان دیتا ہے، یا اسے شك ہو کہ وہ وقت یا وقت سے قبل اذان دیتا ہے تو اسے یقین ہونے تك کھانے کا حق ہے، اولی اور بہتر ہے کہ وہ اذان سنتے ہی کھانا پینا فورا بند کر دے.

اور مذکورہ حدیث کو علماء کرام نے اس پر محمول کیا ہے کہ اگر مؤذن طلوع فجر سے قبل اذان دیتا ہو.

امام نووی رحمہ اللہ تعالی " المجموع " میں لکھتے ہیں:

" ہم نے ذکر کیا ہے طلوع فجر ہو جائے اور جس کے منہ میں کھانا ہو تو وہ اسے باہر نکال پھینکے، اور اپنا روزہ پورا کرے، اور اگر اس نے طلوع فجر کا علم ہو جانے کے بعد کھانا نگلا تو اس کا روزہ باطل ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں، اس کی دلیل ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہما کی مندرجہ ذیل حدیث ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" بلاشبہ بلال رضی اللہ تعالی عنہ رات کو اذان دیتے ہیں، لہذا تم کھاؤ پیؤ حتی کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالی عنہ اذان دیں "

اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے، اور اس کے علاوہ بھی اس معنی کی صحیح بخاری میں احادیث ہیں.

اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جب تم میں سے کوئی اذان سنے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ اپنی ضرورت پوری کیے بغیر برتن نہ رکھے "

اور ایك روایت میں ہے:

" اور مؤذن فجر پھوٹنے کے بعد اذان دیتا ہو "

ابو عبد اللہ الحاکم نے پہلی روایت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ صحیح ہے اور مسلم کی شرط پر ہے، ان دونوں روایتوں کو بیھقی نے روایت کیا ہے، پھر کہتے ہیں: اگر یہ صحیح ہو تو عام اہل علم کے ہاں اس پر محمول ہو گی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ علم ہوا کہ وہ طلوع فجر سے قبل اذان دیتا ہے اس طرح کہ اس کا پانی پینا طلوع فجر سے قبل واقع ہو گا، ان کا کہنا ہے کہ: قولہ: " جب فجر پھوٹ پڑے " احتمال ہے کہ یہ کلام ابو ہریرہ کی نہ ہو

بلکہ کسی اور کی ہے، یا یہ کہ یہ دوسری اذان کی خبر ہو، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اس طرح ہو گا:

" تم میں سے کوئی اذان سنے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو" یہ پہلی اذان کی خبر ہے، تا کہ ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث کے موافق ہو جائے، ان کا کہنا ہے کہ اس طرح سب احادیث سے موافقت ہو جاتی ہے.

اللہ تعالی ہی توفیق دینے والا ہے, واللہ اعلم انتہی

دیکھیں: المجموع (6 / 333).

اور تھذیب السنن میں ابن قیم رحمہ اللہ تعالی نے ذکر کیا ہے کہ بعض سلف رحمہ اللہ تعالی نے سوال میں وارد شدہ حدیث کے ظاہر کو لیتے ہوئے اذان فجر سننے کے بعد بھی کھانا پینا جائز قرار دیا ہے، اور پھر کہتے کہا ہے:

" اور جمہور علماء کرام کا مسلك ہے کہ طلوع فجر کے بعد سحری کھانی ممنوع ہے، آئمہ اربعہ اور عام فقھاء کرام کا یہی قول ہے، اور یہی معنی عمر اور ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہم سے بھی مروی ہے.

پہلے حضرات نے مندرجہ ذیل فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے استدلال کیا ہے:

" ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالی عنہ کے اذان دینے تك کھاؤ پیئو، اور ابن ام مکتوم طلوع فجر کے بعد اذان دیتے تھے"

بخاری میں ایسے ہی ہے، اور بعض روایات میں ہے:

" ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالی عنہ نابینا آدمی تھے اور اس وقت تك اذان نہیں دیتے تھے جب تك کہ انہیں یہ نہ کہا جاتا آپ نے صبح کردی صبح کر دی"

اور جمہور علماء کرام نے مندرجہ ذیل فرمان باری تعالی سے استدلال کیا ہے:

اور تم کھاتے پیتے رہو حتی کہ صبح کا سفید دھاگہ رات کے سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے، پھر رات تك روزہ پورا کرو البقرۃ (187).

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے:

" ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالی عنہ کے اذان دینے تك کھاؤ پیئو "

اور اس فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے:

" فجر کی دو قسمیں ہیں، پہلی فجر کھانا حرام نہیں کرتی، اور نماز کو حلال نہیں کرتی، اور دوسری کھانے کو حرام اور نماز کو حلال کرتی ہے "

اسے امام بیھقی رحمہ اللہ تعالی نے سنن بیھقی میں روایت کیا ہے. انتہی

اور بعض سلف رحمہ اللہ تعالی سے کچھ آثار وارد ہیں، جو طلوع فجر کے یقین ہوتے تك روزے دار کے لیے کھانے کی اباحت پر دلالت کرتے ہیں، اور ابن حزم رحمہ اللہ تعالی نے ان میں سے بہت سے آثار ذکرکیے ہیں، جن میں سے چند ایك ذیل میں دیے جاتے ہیں:

" عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کہا کرتے تھے: جب جو آدمی فجر میں شك کریں تو وہ یقین ہوتے تك کھاتے رہیں .... "

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کہتے ہیں:

" اللہ تعالی نے پینا حلال کیا ہے جب تك تجھے شك ہو؛ یعنی فجر میں ...

اور مکحول رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے زمزم سے ڈول لیا اور دو آدمیوں کو کہنے لگے: کیا فجر طلوع ہو گئی ہے ؟

تو ایك شخص نے کہا طلوع ہو چکی ہے، اور دوسرا کہنے لگا: نہیں، تو ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے زمزم پی لیا "

ابن حزم رحمہ اللہ تعالی نے اس حدیث جس کے بارہ میں سوال کیا گیا ہے، اور اس کے مشابہ دوسرے آثار پر تعلیق کرتے ہوئے کہا ہے:

" یہ سب اس بنا پر ہے کہ ان کے لیے ابھی واضح فجر طلوع نہیں ہوئی تھی؛ تو اس طرح احادیث قرآن کے ساتھ موافق ہو جاتی ہیں" انتہی

دیکھیں: المحلی ابن حزم (4 / 367).

اور اس میں کوئی شك و شبہ نہیں کہ آج اکثر مؤذن گھڑیوں اور کیلنڈروں پر اعتماد کرتے ہیں، نہ کہ فجر دیکھنے پر، اور اسے طلوع فجر میں یقین شمار نہیں کیا جائے گا، لہذا جس نے کھا پی لیا اس کا روزہ صحیح ہے، کیونکہ یقینی طور پر فجر طلوع نہیں ہوئی، اور اولی و بہتر اور احتیاط اسی میں ہے کہ کھانے پینے سے اس وقت پرہیز کیا ہے.

شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالی سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا:

اذان سن کر بھی کھانا پینا جاری رکھنے والے کے روزے کا شرعی حکم کیا ہے؟

شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا:

" جب واضح ہو جائے کہ فجر طلوع ہو چکی ہے اور روزہ فرضی ہو مثلا رمضان یا نذر اور کفارہ کا روزہ تو مومن کے لیے واجب ہے کہ وہ کھانے پینے اور روزہ ختم کردینے والی دوسری اشیاء استعمال کرنے سے رک جائے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اور تم کھاتے پیتے رہو حتی کہ صبح کا سفید دھاگہ رات کے سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے، پھر رات تك روزہ پورا کرو البقرۃ (187).

جب اذان سنے اور اسے علم ہو کہ فجر کی اذان ہو رہی ہے تو اس پر کھانے پینے سے رکنا واجب ہے، اور اگر مؤذن طلوع فجر سے قبل اذان دیتا ہو تو اس کے لیے کھانا پینا بند کرنا واجب نہیں، بلکہ واضح طور پر فجر طلوع ہونے تك کھانا پینا جائز ہے.

اور اگر مؤذن کے متعلق علم نہ ہو کہ آیا وہ طلوع فجر سے پہلے اذان دیتا ہے یا بعد میں تو اولی و بہتر اور احتیاط اسی میں ہے کہ اذان سن کر کھانا پینا بند کر دیا جائے، اور اذان کے وقت کھانے پینے میں کوئی نقصان نہیں کیونکہ اسے طلوع فجر کا علم نہیں.

اور یہ تو معلوم ہے کہ ان شہروں جہاں بجلی کے قمقمے اور لائٹ ہوتی ہے وہاں بعینہ طلوع فجر کا وقت معلوم نہیں کیا جا سکتا، لیکن اسے احتیاط کرتے ہوئے اذان اور کلینڈر پر عمل کرنا چاہیے جس میں گھنٹوں اور منٹوں کی شکل میں طلوع فجر کی تحدید کی گئی ہوتی ہے، تا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر عمل ہو سکے:

" جس میں شك ہو اسے چھوڑ کر اسے لیں جس میں شك نہ ہو "

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جو شبہات سے اجتناب کرتا ہے اس نے اپنے دین اور عزت کو محفوظ کر لیا "

اللہ تعالی ہی توفیق دینے والا ہے. انتہی

ماخوذ از: فتاوی رمضان جمع و ترتیب اشرف عبد المقصود (201).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا:

سوال: ؟

اللہ تعالی آپ کی حفاظت فرمائے، آپ نے کہا ہے کہ مؤذن کی اذان سنتے ہی کھانا پینا بند کر دینا چاہیے، کئی برسوں سے ایسا ہو رہا ہے کہ وہ اذان ختم ہونے تك کھاتے رہتے ہیں، ان کے اس عمل کا حکم کیا ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا:

نماز فجر کی اذان یا تو طلوع فجر کے بعد ہو گی یا پہلے، اگر طلوع فجر کے بعد ہو تو انسان کے لیے اذان سنتے ہي کھانا پینا بند کرنا واجب ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" بلال - رضی اللہ تعالی عنہ - رات کو اذان دیتے ہیں، لہذا ابن ام مکتوم - رضی اللہ تعالی عنہ - کے اذان دینے تك کھاتے پیتا رہا کرو، کیونکہ وہ طلوع فجر ہونے پر اذان دیتے ہیں"

اگر تو آپ کو علم ہے کہ یہ مؤذن طلوع فجر کے بعد اذان دیتا ہے تو آپ اذان سنتے ہی فورا کھانا پینا بند کردیں، لیکن اگر مؤذن کلینڈر کے وقت پر اعتماد کر کے اذان دیتا ہے، یا پھر وہ اپنی گھڑی کے مطابق اذان دیتا ہے تو پھر اس میں معاملہ آسان ہے.

تو اس بنا پر ہم اس سائل کو یہ کہیں گے:

جو کچھ ہو چکا ہے اس کی آپ پر قضاء لازم نہیں، کیونکہ آپ کو یہ یقین نہیں کہ آپ نے طلوع فجر کے بعد کھانا کھایا ہے، لیکن آئندہ مستقبل میں انسان کو چاہیے کہ اس معاملہ میں احتیاط کرے، اور جب مؤذن کی آذان سنے تو کھانا پینا بند کردے. انتہی

ماخوذ از: فتاوی رمضان صفحہ نمبر (204).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی نے کلینڈر کے بارہ جو کہا جاتا ہے کہ یہ دقیق نہیں اس کے متعلق کہا:

(کیونکہ اب بعض لوگ اس کیلنڈر میں شك کرنے لگے ہیں جو لوگوں کے پاس عام موجود ہے، وہ کہتے ہیں یہ طلوع فجر سے پہلے ہے، حالانکہ ہم باہر کھلی جگہ نکلے اور ہمارے گرد و پیش کوئی روشنی وغیرہ نہیں تھی تو ہم نے دیکھا کہ فجر دیر سے ہو رہی ہے، اور بعض لوگ تو کہتے ہیں کہ کلینڈر سے پندرہ منٹ بعد فجر ہوئی.

لیکن ظاہر یہ ہوتا ہے کہ اس میں مبالغہ ہے اور یہ صحیح نہیں، ہمارے خیال میں اس وقت جو لوگوں کے پاس جو

کلینڈر ہے اس میں پانچ منٹ کی تقدیم پائی جاتی ہے اور خاص کر طلوع فجر میں، یعنی اگر مؤذن کلینڈر کے مطابق اذان دے رہا ہے اور آپ اس کی اذان کے دوران کھا لیں تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر مؤذن احتیاط کرتے ہوئے دیر کرتا ہے کیونکہ بعض مؤذن حضرات احتیاط کرتے ہوئے کلینڈر سے پانچ منٹ بعد اذان کہتے ہیں، اور بعض جاہل قسم کے مؤذن احتیاط کے گمان سے اس سے بھی پہلے فجر کی اذان کہہ دیتے ہیں، کہ اس میں روزے کے لیے احتیاط ہے، لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ وہ ایسی چیز میں سستی اور کاہلی کر رہے ہیں جو روزے سے بھی سخت اور شدید ہے، اور وہ نماز فجر ہے، ہو سکتا ہے ان کی اذان کی بنا پر کوئی نماز فجر وقت سے پہلے ادا کر لے، اور پھر جب انسان وقت سے قبل نماز ادا کر لے چاہے صرف تکبیر تحریمہ ہی وقت سے پہلے کہہ لے تو اس کی نماز صحیح نہیں...) ماخوذ از: فتاوی الشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ جلد نمبر(19) سوال نمبر (772)

واللہ اعلم .